Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 29, Sr.No.73, 2008, pp 7 - 22

تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۲۹، عدد ۱۔۴، شمارہ ۷۳، ۲۰۰۸ء

رسول اللہ ﷺ کا طریق تعلیم و تدریس

ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر☆

Abstract

One of holy Prophet's duties as a Messenger of God was to educate people. Since the holy Prophet was the true example of a complete man, he performed his duties well. He dedicated himself to teach the people what was good for them both here and hereafter. He declared himself to be a teacher. The Prophet taught and trained his companions in his own matchless way. There are many sayings of the holy Prophet (PBUH) regarding the importance of knowledge and methods of teaching. This article is a study of Prophet's method of teaching.

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت نسل انسانی کے لیے مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ نے اس کارِ خیر کے لئے اپنی زندگی کو وقف کیا اور اس فریضہ کی ادائیگی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ آپ نے وحی کے مطابق محبت و الفت، دانائی و حکمت اور محنت و جدوجہد سے اس کام کو سرانجام دیا۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ نے سب سے پہلے اپنی گزشتہ زندگی کو لوگوں کے سامنے پیش فرمایا: ﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُراً مِّن قَبْلِهِ اَفَلاَ تَعْقِلُون﴾(۱) (آخر اس سے پہلے میں ایک عمر تمھارے درمیان گزار چکا ہوں کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟)۔

☆ ڈائریکٹر سیرت چیئر، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور

آپ ﷺ نے لوگوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت کا بھی خاص خیال رکھا۔ حضرت ابرہیم علیہ السلام نے جب آپ ﷺ کی بعثت کی دعا کی تھی تو اس میں تعلیم کتاب وحکمت کے ساتھ تزکیہ کا لفظ بھی استعمال فرمایا تھا۔ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ العَزِيزُ الحَكِيمُ﴾ (۲)

اس دعا میں لفظ "یزکیھم" غور طلب ہے۔ اسی طرح سے سورۂ جمعہ میں ارشاد ہے ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (۳)

گویا تزکیہ آپ ﷺ کے فرائض میں شامل تھا۔ آپ ﷺ تعلیم کے ساتھ تربیت بھی کریں چنانچہ اس کا انداز بھی اللہ تعالیٰ نے خود بتایا، ارشاد ہے: ﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (۴) اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے خود بھی اپنے نبی ﷺ کی تربیت کی۔

رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا: "علمنی ربی فاحسن تعلیمی وادبنی ربی فأحسن تأدیبی" (۵) کسی کو تربیت دینے کے لیے ضروری ہے کہ بہترین انداز سے بات کی جائے اور اخلاص سے نصیحت کی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان باتوں کو مدّ نظر رکھا۔ قرآن مجید میں کہیں تزکیہ سے پہلے تعلیم کتاب وحکمت کا ذکر ہے اور کہیں تزکیہ کے بعد تعلیم کتاب و حکمت کا ذکر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات تعلیم کی ضرورت پہلے ہوتی ہے اور تزکیہ کی بعد میں اور کبھی تزکیہ کی پہلے اور تعلیم کتاب وحکمت کی بعد میں، اور کہیں دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں لیکن دونوں لازم وملزوم ہیں، ان کے بغیر تعلیم کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔

ابو بکر غزنویؒ فرماتے ہیں: بعض اکابر مشائخ نے مجھ سے فرمایا اس دور میں بہترین صورت یہی ہے کہ تزکیہ اور کتاب وحکمت کی تعلیم کو ساتھ ساتھ چلایا جائے۔ یہ اس قدر الحاد و

زندقہ اور مادیت کا دور ہے کہ اگر کتاب وحکمت کی تعلیم تزکیہ روحانی کے بغیر حاصل کی جائے تو طالب علم کے لیے گمراہی کا شدید خطرہ ہے۔ اس لیے بزرگوں نے کہا اس دور میں ظلمت کا غلبہ ہے اس لیے ذکر کے اسباق اور کتاب وحکمت کی تعلیم ساتھ ساتھ ہوتی جائے۔(۶)

رسول اللہ ﷺ نے تعلیم کے ساتھ تربیت وتزکیہ پر خود توجہ دی جو کہ ایک معلم کے لیے ضروری ہوتا ہے چنانچہ فرمایا:" **انما بعثت معلما**" (۷) اور اس سے فائدہ اٹھانے کے متعلق بھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ترجمہ اللہ نے مجھے جو ہدایت اور علم دے کر مبعوث کیا ہے اس کی مثال اس موسلا دھار بارش کے مانند ہے جو زمین پر گری اور اس کے ایک قابل روئیدگی علاقہ نے پانی کو جذب کر لیا جس سے گھاس اور سبزی اگی اور ایک علاقہ نا قابلِ روئیدگی تھا جس نے پانی کو روک لیا اور اللہ نے اس سے انسانوں کو نفع پہنچایا،لوگوں نے خود پانی پیا، دوسروں کو پلایا، اور کھیتی باڑی کی، اور ایک علاقہ صرف سنگلاخ اور پہاڑی تھا۔ جس نے نہ پانی روکا، نہ سبزہ اگایا، یہ اس کی مثال ہے جس نے اللہ کے دین میں سے کچھ حاصل کیا اور اس کو نفع پہنچایا جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں، اس کو خود سیکھا اور دوسروں کو سکھایا ، اور اس شخص کی مثال ہے جس نے علم و ہدایت آنے کے بعد جہالت سے سر نہیں اٹھایا اور نہ ہی اللہ کی ہدایت قبول کی، جس کو دے کر مجھے بھیجا گیا ہے۔(۸)

رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو علم سکھانے کے ساتھ ان کی تربیت کا بہت خیال کرتے اور عمل کی ترغیب دیتے تھے۔ مدینہ کے جنوب میں تھوڑے فاصلہ پر" قبا "میں درسگاہ تھی۔ بیعتِ عقبہ کے بعد بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم جن میں ضعفائے اسلام کی اکثریت تھی، مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مقام قبا میں آنے لگے، اور قلیل مدّت میں ان کی اچھی خاصی تعداد ہو گئی، حضرتِ سالم رضی اللہ عنہ مولیٰ ابو حذیفہ جو قرآن کے سب سے بڑے عالم تھے ان حضرات کو تعلیم دیتے تھے اور امامت بھی کراتے تھے۔ یہ تعلیمی سلسلہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری تک جاری تھا۔عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: رسول اللہ ﷺ کے دس صحابہ رضی اللہ عنہم نے مجھے بیان کیا کہ ہم

لوگ مسجد قبا میں علم دین پڑھتے پڑھاتے تھے، اس حال میں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ تم لوگ جو چاہو پڑھو، جب تک عمل نہیں کرو گے اللہ تعالیٰ اجر و ثواب نہیں دے گا۔(۹)

بعض اوقات رسول اللہ ﷺ لوگوں کو دیکھ کر ان کے احوال کے متعلق ان کے حسبِ حال ارشادات فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مجلس میں تشریف فرما تھے کہ تین شخص آئے۔ ان میں سے دو شخص رسول اللہ ﷺ کی طرف بڑھے، ایک شخص مجلس میں جگہ پا کر بیٹھ گیا، دوسرا شخص حلقہ والوں کے پیچھے بیٹھ گیا، اور تیسرا شخص واپس چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے تعلیم سے فارغ ہو کر فرمایا کہ ان تینوں میں سے ایک اللہ کی طرف گیا تو اللہ نے اس پر رحمت کی، دوسرے نے حیا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ حیا کا معاملہ کیا، اور تیسرے نے اعراض کیا اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے اعراض کیا۔(۱۰)

درسگاہِ نبوت کے وقار و تمکنت کا یہ حال تھا کہ شرکائے مجلس ہمہ تن گوش رہتے تھے۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ بن شریک کہتے ہیں ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے گردا گرد یوں بیٹھے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہیں۔(۱۱) ایک مرتبہ مجلس سے ایک آدمی اٹھا اور اس کی جگہ دوسرا آدمی بیٹھ گیا، اس کے بعد پہلا آدمی آ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے بیٹھنے والے سے فرمایا کہ تم اس کی جگہ سے ہٹ جاؤ، ہر شخص اپنی جائے نشست کا زیادہ حق دار ہے۔(۱۲)

درسگاہ نبوی میں تمام طلبہ مؤدّب ہو کر بیٹھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ سے اجازت لیکر باہر جاتے تھے۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ بن ابی ثابت کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھتا تھا تو اپنے دونوں گھٹنے آگے نہیں کرتا تھا اور آپ سے اجازت لے کر اٹھتا تھا۔

رفاعة رضی اللہ عنہ بن رافع الزرقی سے روایت ہے، کہتے ہیں ہم ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھایا اور کہا: سمع

اللہ لمن حمدہ تو ایک آدمی نے آپ کے پیچھے یہ کلمات کہے: "اللّٰھم ربّنا ولک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه"۔ جب رسول اللہﷺ نماز سے پھرے تو آپﷺ نے کہا یہ کلمات کون کہنے والا تھا؟ تو اس آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہﷺ میں ۔ تو رسولﷺ نے فرمایا: میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اس کو پہلے لکھنے کے لیے آگے بڑھے۔(۱۳)

رسول اللہﷺ بچوں اور نوجوانوں سے بہت زیادہ مانوس تھے اور ان پر بڑی شفقت فرماتے تھے۔ انہیں علم دین کے حصول کی تاکید کرتے تھے اور اس پر اجر وثواب کی بشارت دیتے تھے۔ آپﷺ نے فرمایا: "ایّما نا شیء نشأ فی طلب العلم والعبادة حتی یکبر وھو علیٰ ذلک کتب اللّٰه له اجر سبعین صدّیقًا" (۱۴) (جو شخص علم کی طلب اور عبادت میں پرورش پاتا ہے یہاں تک کہ اسی حالت میں بڑا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو چالیس صدیقین کا ثواب دیتا ہے)۔

نیز آپﷺ نے صحابہؓ کو نوجوان طالبانِ حدیث کے بارے میں وصیت فرمائی تھی:
"یاتیکم شباب من اقطار الارض یطلبون الحدیث فاذا جاؤکم فاستوصوا بھم خیرً" (۱۵) (تمہارے پاس زمین کے اطراف سے نوجوان حدیث کی طلب میں آئیں گے، جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا)۔

امام بخاریؒ نے باب تعلیم صبیان القرآن میں حضرت ابن عباسؓ کے بچپن میں قرآن یاد کرنے کا ذکر کیا ہے۔(۱۶) مدینہ منورہ کے نوخیز و نوجوان مجلس نبویﷺ میں شریک ہوکر علم دین حاصل کرتے تھے، اور بعد میں انہوں نے ہی حدیث کی روایت کی ہے۔ اس وقت ان کی عمریں آٹھ دس سال سے پندرہ سال تک کی تھی۔ مثلاً حسین بن علی بن ابو طالب، عبداللہ بن زبیر، نعمان بن بشیر، ابوطفیل کنانی، سائب بن یزید، عمر بن ابوسلمہ، مسورہ بن مخرمہ، انس بن مالک، عبداللہ بن عباس، مسلم بن مخلد، سہل بن سعد ساعدی، ابوسعید خدری، رضی اللہ عنہم۔(۱۷)

نرم کلامی ، شیریں بیانی اور اندازِ تعلیم کا یہ حال تھا کہ نو مسلم بدوی آپ پر قربان ہو جاتے تھے۔ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت میں نماز پڑھ رہا تھا، مجھ سے خلافِ ادبِ نماز میں ایک حرکت ہوئی جس پر دیگر لوگ بگڑ گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے مجھے نہایت نرمی سے سمجھایا۔ انہوں نے کہا (میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بہتر معلم نہیں دیکھا، خدا کی قسم نہ مجھے جھڑکا، نہ مارا اور نہ ہی سخت سست کہا بلکہ فرمایا کہ نماز میں انسانی کلام اچھا نہیں ہے۔ اس میں تو صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن پڑھنا ہے۔(۱۸)

قبیلہ سعد بن بکر کے حضرت ضمام بن ثعلبہ نے مجلسِ نبوی میں آ کر کہا: ''إنّی سائلک فمشدّد علیک فی المسألة فلا تجد علیّ فی نفسک'' (میں آپ سے سوال کروں گا اور سوال میں شدّت کروں گا، اس لئے آپ دل ہی دل میں خفا نہ ہوں)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سن کر فرمایا: ''سل عمّا بدأ لک'' (۱۹) (تم جو چاہو سوال کرو)

کسی کی غلطی دیکھ کر فوراً نہ روکنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک بار میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو سورۃ الفرقان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ میں ان کی قراءت توجہ سے سننے لگا۔ میں نے دیکھا کہ وہ کئی الفاظ اس انداز سے پڑھ رہے ہیں جس طرح مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھائے تھے۔ میرا جی چاہا کہ انہیں نماز ہی میں پکڑ لوں، لیکن میں نے صبر کیا، حتی کہ انہوں نے سلام پھیر لیا۔ تب میں نے انہیں ان کی چادر سے پکڑ کر کہا: ''آپ کو یہ سورت کس نے سکھائی ہے جو میں نے آپ کو پڑھتے سنا ہے؟''۔ انہوں نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی ہے۔ میں نے کہا: ''آپ غلط کہتے ہیں۔ جس طرح آپ نے پڑھی ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مختلف انداز سے پڑھائی ہے''۔ میں انہیں پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمتِ اقدس میں لے گیا اور عرض کیا: ''میں نے انہیں سورۃ الفرقان کے کئی الفاظ اس طرح پڑھتے سنا ہے جس طرح آپ نے مجھے نہیں پڑھائے''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دیجئے''، اور فرمایا: ''ہشام! پڑھئے''۔ انہوں نے اسی طرح پڑھی جس طرح میں نے انہیں پڑھتے سنا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح نازل ہوئی ہے''۔ پھر فرمایا: ''عمر! آپ پڑھیئے''۔ میں نے اس طرح پڑھی جس طرح آنحضرت ﷺ نے مجھے پڑھائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن سات طریقوں پر نازل ہوا ہے۔ لہذا جو طریقہ آسان معلوم ہو اسی طرح پڑھ لیا کرو۔''(۲۰)

غلطی پر جذباتی رویہ سے پرہیز

اس کی اہمیت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب منع کرتے وقت سختی سے کام لینے کے نتیجہ میں خرابی کا دائرہ وسیع ہونے کا خطرہ ہو۔ اس نکتہ کو سمجھنے کے لئے اس واقعہ پر غور کریں کہ جب ایک بدو نے مسجد میں پیشاب کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس غلطی پر کس ردّعمل کا مظاہرہ فرمایا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: ہم مسجد میں نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے کہ ایک اعرابی آیا اور مسجد میں (ایک طرف) کھڑا ہو کر پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ''رُک جاؤ، رُک جاؤ''۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کا پیشاب نہ روکو، اسے فارغ ہو لینے دو''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے چھوڑ دیا حتی کہ اس نے پیشاب کر لیا۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''ان مسجدوں میں پیشاب کرنا یا گندگی پھیلانا درست نہیں، یہ تو اللہ کے ذکر کے لئے، نماز کے لئے اور تلاوتِ قرآن مجید کے لئے ہوتی ہیں''۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے پانی کا ایک ڈول لا کر اس جگہ پر بہا دیا۔''(۲۱)

طبرانی کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ اس اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر کہا ''قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے۔ میں تو اسے عام زمین

کی طرح زمین سمجھا تھا۔ اس لئے میں نے یہاں پیشاب کر دیا۔(۲۲)اس واقعہ میں تعلیم رسول اللہ ﷺ سے کئی حکمت کی باتوں کا پتہ چلتا ہے۔

غلطی سے محفوظ رہنے کی تدبیر

رسول اللہ ﷺ غلطی سے محفوظ رہنے کی تدبیر بھی بتاتے تھے۔ حضرت ابو امامؓ نے اپنے والد سہل بن حنیفؓ سے اُن کا ایک واقعہ روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ مقام جحفہ کی وادی خزار میں پہنچے تو وہاں حضرت سہل بن حنیفؓ غسل کرنے لگے۔ ان کا رنگ گورا تھا اور جلد بہت خوش رنگ تھی۔ قبیلہ بنو عدی بن کعب کے ایک صاحب حضرت عامر بن ربیعہؓ نے انہیں غسل کرتے ہوئے دیکھا تو کہا: ایسی جلد تو میں نے کبھی کسی پردہ نشین لڑکی کی بھی نہیں دیکھی (یعنی کتنا خوبصورت رنگ ہے) اس پر حضرت سہلؓ تو وہیں زمین پر گر پڑے۔ کسی نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ سہل کو دیکھیں گے، اللہ کی قسم، وہ تو سر بھی نہیں اٹھاتے، انہیں کوئی افاقہ نہیں ہو رہا (سخت بخار ہے)۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس بارے میں کسی کو قصور وار سمجھتے ہو''؟۔ صحابہؓ نے کہا: عامر بن ربیعہ نے انہیں (کپڑے اُتارتے ہوئے) دیکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے عامر کو طلب فرمایا، اور انہیں سرزنش فرمائی۔ ارشاد فرمایا: ''ایک آدمی اپنے بھائی کو کیوں قتل کرتا ہے۔ اگر تجھے ایک چیز اچھی لگی تھی تو تُو نے برکت کی دُعا کیوں نہ دی؟''۔ پھر فرمایا: ''اس کے لئے اپنے اعضاء دھوؤ''۔ انہوں نے ایک برتن میں چہرہ، ہاتھ، کہنیاں، گھٹنے، پاؤں اور جسم کا اندر والا حصّہ دھو کر (وہ پانی) دے دیا۔ وہ پانی حضرت سہلؓ پر ڈالا گیا۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جس کو نظر لگی ہو، کوئی شخص پانی اس کے پیچھے کی طرف سے اس کے سر اور کمر پر ڈال دے۔ پھر برتن بھی اس کے پیچھے ہی الٹا کر کے رکھ دے۔ چنانچہ حضرت سہلؓ کے ساتھ ایسے ہی کیا گیا۔ تو وہ ٹھیک ٹھاک ہو کر لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گئے۔(۲۳)

غلط کار کو براہِ راست مخاطب نہ کرنا

رسول اللہ ﷺ غلطی کرنے والے کو براہِ راست مخاطب کرنے کے بجائے عام بات کر دیتے تھے۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ کچھ لوگ نماز میں آسمان کی طرف آنکھیں اٹھاتے ہیں؟'' حضور علیہ السلام نے اس بارے میں سختی سے تنبیہہ فرمائی، حتیٰ کہ ارشاد فرمایا: ''وہ ضرور ضرور اس حرکت سے باز آ جائیں، ورنہ ان کی آنکھیں چھین لی جائیں گی۔''(۲۴)

اصلاح کے لیے انسانی فطری کمزوریوں کا خیال

رسول اللہ ﷺ اصلاح کی خاطر انسان کی فطری کمزوریوں کو ملحوظ رکھتے تھے۔ اس کی مثال عورتوں اور خصوصًا سوکنوں میں رقابت کا جذبہ ہے۔ بعض اوقات اس جذبہ کے زیر اثر عورت سے ایسی غلطی سرزد ہو جاتی ہے کہ اگر کسی اور انسان سے عام حالات میں سرزد ہو تو اس سے بالکل مختلف طریقے سے سلوک کیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ عورتوں کی باہمی رقابت اور اس کے نتیجے میں وقوع پذیر ہونے والی غلطیوں کو خاص طور پر ملحوظ رکھتے تھے، اور اس میں عدل و انصاف کے ساتھ ساتھ صبر، برداشت اور تحمل کا اظہار فرماتے تھے۔ اس کی ایک مثال وہ واقعہ ہے جو امام بخاریؒ نے اپنی کتاب ''الجامع الصحیح'' میں حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ اپنی کسی زوجہ محترمہ کے ہاں تشریف فرما تھے۔ ایک اُمّ المومنینؓ نے ایک برتن میں کھانا بھیجا۔ نبی اکرم ﷺ ازواجِ مطہراتؓ میں سے جن کے ہاں تشریف فرما تھے، انہوں نے خادمہ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا جس کی وجہ سے برتن گر کر ٹوٹ گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے برتن کے ٹکڑے جمع کئے اور ان میں گرا ہوا کھانا ڈالنے لگے اور فرمایا: ''تمہاری ماں کو غیرت آ گئی''۔ پھر آپ ﷺ نے خادمہ کو روک لیا حتٰی کہ جس امّ المومنینؓ کے ہاں حضور ﷺ تشریف فرما تھے ان کے گھر سے برتن حاضر کیا گیا۔ حضور ﷺ نے صحیح برتن ان کے ہاں بھیج دیا جن کا برتن ٹوٹا تھا اور ٹوٹا ہوا برتن ان کے ہاں رہنے دیا جنہوں نے توڑا تھا۔(۲۵)

یہ کمال دانش مندی کا مظاہرہ تھا۔

پسندیدہ کاموں کی تحسین

رسول اللہ ﷺ پسندیدہ کاموں پر دادِ تحسین دیتے اور ہمت افزائی فرماتے تھے۔ نبی کریم ﷺ فضائل اخلاق کی تعمیر، رزائل کی بیخ کنی اور مختلف تعمیری صلاحیتوں کو نشو و نما دینے کے لیے جہاں اوصاف حمیدہ اختیار کرنے اور رزائل سے بچنے کی تلقین فرماتے وہیں آپ پسندیدہ کاموں پر صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہمت افزائی بھی فرماتے۔ ان کو داد و تحسین دیتے۔ جس کی وجہ سے اچھے کاموں پر انہیں استحکام حاصل ہوتا۔ راہِ حق میں پیش آنے والی تلخیوں میں بھی چاشنی محسوس ہوتی۔

غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے انفاق و ایثار کی اپیل کی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نو سو اونٹ مع ساز و سامان، سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار پیش کئے۔ اللہ کے رسول ﷺ ان دیناروں کو اچھالتے اور فرماتے جاتے آج کے بعد عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچائے گا۔(۲۶) اس موقع پر سب سے زیادہ ایثار اس غریب محنت کش انصاری حضرت ابوعقیل رضی اللہ عنہ نے کیا جس نے دن بھر پانی کھینچ کھینچ کر چار سیر چھوہارے کمائے اور دو سیر چھوہارے اہل و عیال کے لیے رکھ کر دو سیر آپ ﷺ کی خدمت میں لا کر پیش کیے۔ آنحضور ﷺ نے ان کے جذبہ ایثار کی قدر کرتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی اور فرمایا: ''ان چھوہاروں کو قیمتی مال کے ڈھیر پر بکھیر دو۔''(۲۷)

زجر و توبیخ کا انداز

نبی کریم ﷺ کے طریقِ تربیت کے مطالعہ سے سیرتِ پاک میں ایسی بہت سی مثالیں سامنے آتی ہیں کہ آپ ﷺ نے بوقتِ ضرورت تیور بدل کر بھی بات کی اور زجر و توبیخ سے کام بھی لیا۔ اصلاح و تربیت کی خاطر آپ ﷺ نے ترکِ تعلق بھی کیا اور اس کا حکم بھی دیا اور اس سلسلہ میں یہ اصول معیّن فرما دیا: ایمان کا مضبوط ترین کڑا یہ ہے کہ اللہ کے لیے دوستی کی

جائے، اللہ ہی کے لیے دشمنی کی جائے، اللہ ہی کی خاطر محبت ہو اور اللہ ہی کی خاطر ناراضی ہو۔(۲۸)

اگر ضرورت متقاضی ہو تو اصلاح و تربیت کے لیے زجر و توبیخ اور ترکِ تعلق بھی ایمان کی علامت اور اسلام کا منشا ہے۔ نبی کریمﷺ حتی الامکان ملاطفت و نرمی، محبت و دل جوئی، پیار و ہمدردی کے جذبات سے سرشار ہو کر نصیحت فرماتے۔ مگر جب حالات سختی اختیار کرنے کا تقاضا کرتے تو آپ سختی سے بھی کام لیتے۔

آپﷺ نے بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں مارنے کا بھی حکم دیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ بوقت ضرورت آپﷺ سخت تنبیہ کو بھی ضروری سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”**مروا اولادکم بالصلوۃ وھم ابناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم أبناء عشرٍ وفرّقوا بینھم فی المضاجع**“ (۲۹) (اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جبکہ وہ سات سال کے ہو جائیں اور جب وہ دس سال کے ہو جائیں ”اور نماز نہ پڑھیں“ تو انہیں مارو اور ان کے بستر الگ کر دو)۔ مگر یہ بات ہمیشہ ملحوظ رہنی چاہیے کہ شدّت و سختی اور زجر و توبیخ اسی وقت اختیار کی جائے جبکہ محبت اور پیار سے سمجھانے بجھانے کے تمام طریقے اختیار کیے جا چکے ہوں ورنہ غلط اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

تربیت کے لیے مناسب موقع کی تلاش

مناسب مواقع تلاش کرنا اور ان سے فائدہ اٹھانا بھی رسول اللہﷺ کے طریق تربیت کا حصہ تھا۔ آنحضورﷺ اپنے صحابہ ؓ کی تربیت کے لیے بہتر مواقع کی تلاش میں رہتے۔ آپﷺ کو جب بھی کوئی موقع ملتا، آپﷺ اس کو ضائع نہ ہونے دیتے بلکہ اس سے پورا فائدہ اٹھاتے۔ ایک بار رسول اللہﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے۔ قیدیوں میں ایک عورت بھی تھی جس کی چھاتی سے دودھ ٹپک رہا تھا۔ اسے قیدیوں میں ایک بچہ نظر آیا۔ اس نے شدّت جذبات اور فرطِ محبت میں اس بچہ کو گود میں اٹھا لیا۔ اسے اپنے پیٹ سے چمٹا لیا اور اپنا دودھ پلایا۔

آنحضورﷺ اور صحابہ کرامؓ اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ آنحضورﷺ نے محسوس کیا کہ اس عورت کے جذبہ محبت سے صحابہؓ بہت متاثر ہیں۔ آپﷺ نے اس تأثراتی کیفیت سے فائدہ اٹھا کر صحابہ کرامؓ کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا: ''اگر اس عورت کو اختیار دے دیا جائے تو کیا یہ اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ ''صحابہ کرامؓ نے جواب دیا: ''اللہ کی قسم! یہ عورت ایسا نہیں کر سکتی''۔ اس پر آنحضورﷺ نے فرمایا: ''یہ عورت اپنے بچے پر جتنی مہربان ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے۔(۳۰)

مزاج اور نفسیات کا خیال

رسول اللہﷺ تربیت کیلئے مزاج اور نفسیات کا خیال رکھنا ضروری سمجھتے تھے۔ آپﷺ گفتگو، برتاؤ اور ہر چیز میں لوگوں کے مراتب اور ان کی نفسیات کا پورا خیال رکھتے۔ آپﷺ کو مردم شناسی میں کمال حاصل تھا۔ ہر شخص کی خوبیوں اور اس کے کمزور پہلوؤں پر آپﷺ کی گہری نظر ہوتی۔ ہر شخص کے مزاج اور طبیعت کا گہرا مطالعہ کرتے۔ ہر معاملہ میں اُن کے مزاج اور ساخت کا خیال رکھتے۔آپﷺ نے خود ارشاد فرمایا: ''انزلوا النّاس منازلھم''(۳۱) (لوگوں کے ساتھ ان کے مرتبہ کے لحاظ سے پیش آؤ)۔ جن لوگوں کی تربیت آپ ﷺ کو مقصود ہوتی۔ آپ ﷺ ان کے حالات و کوائف، ان کی ذہنی و جسمانی طاقت، ان کی فطری صلاحیت اور ان کے مزاج و طبیعت کو ملحوظ رکھتے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص نے آنحضورﷺ سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپﷺ نے فرمایا: ان کی خدمت کرو یہی تمہارا جہاد ہے۔(۳۲)

سنن نسائی میں اس باب کے ساتھ اگلے باب بعنوان ''الرخصة فی التخلف لمن کان له والدة'' میں ایک روایت والدہ کے متعلق ہے۔ مشورہ لینے پر آنحضرتﷺ نے فرمایا: ''ھل لک من أم قال: نعم قال: فالزمھا فان الجنة تحت رجلیھا''(۳۳) (کیا آپ کی

والدہ ہے؟ اس نے کہا ہاں ۔فرمایا: جاؤ اس کی خدمت کرو بے شک جنت اس کے قدموں تلے ہے)۔

غور کیجئے ایک شخص بوڑھی ماں کو چھوڑ کر جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کر رہا ہے۔ جبکہ ماں سے فطری محبت کا تقاضا یہ تھا کہ ماں کی خدمت کے لیے جہاد میں عدم شرکت کی اجازت طلب کی جاتی۔ آنحضورﷺ کی نگاہِ دور رس سے یہ کمزوری کب چھپ سکتی تھی۔ آپﷺ نے صحابی کی دُکھتی رَگ پر انگلی رکھی اور فرمایا:" جاؤ اپنی ماں کی خدمت کرو، تمھارے لیے یہی جہاد ہے"۔

اشاروں سے وضاحت

رسول اللہﷺ سمجھانے کیلئے اشاروں سے بھی کام لیتے تھے۔ مخاطب کو اچھی طرح سمجھانے اور اپنی بات کو واضح کرنے کے لیے نبی کریمﷺ بسا اوقات ہاتھ کے اشاروں سے مدد لیتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپﷺ صحابہؓ کے سامنے کچھ خطوط کھینچتے اور ان کے ذریعہ اپنی بات کو واضح کرتے۔ اس طرح سے حاضرین کے ذہن آسانی سے ان تصورات کو قبول کر لیتے جو آپﷺ ان کو ذہن نشین کرانا چاہتے تھے۔ دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی سمجھانے والا ہاتھ کے اشارہ سے یا خطوط کی مدد سے اپنی بات سمجھاتا ہے تو وہ حاضرین کے ذہن میں نقش ہو جاتی ہے۔ نبی کریمﷺ اپنے طریقہ تعلیم و تربیت میں اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھتے تھے۔

سہلؓ بن سعد الساعدی سے روایت ہے رسول اللہﷺ نے فرمایا:" **أنا و كافل اليتيم فی الجنّة هكذا وقال بإصبعه السّبابة والوسطیٰ**"(۳۴) (میں اور یتیم کی کفالت کرنے والے جنت میں ان دونوں انگلیوں کی طرح ہوں گے یہ کہتے ہوئے آپﷺ نے درمیانی اور شہادت والی انگلی سے اشارہ فرمایا)۔

امام بخاریؒ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ کی روایت نقل کی ہے:"**قال رسول اللّه صلی اللّه علیه وسلم المؤمن للمؤمن كالبنيان يشدّ بعضه بعضا وشبّک رسول**

اللّٰہ بین أصابعه" (۳۵)(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن، مومن کے لیے عمارت کی مانند ہے جس کا ایک حصّہ دوسرے حصّہ کو مضبوط کیے ہوئے ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر جال بنا کر دکھایا)۔

اس حدیث میں آنحضور ﷺ نے اہل ایمان کے باہمی تعلق کو کس خوب صورت و دلنشین انداز میں وضاحت فرمائی۔ سننے اور دیکھنے والا جب انگلیوں کے جال کو دیکھے گا تو مسلمانوں کے باہمی گہرے تعلق کی صحیح تصویر اس کے سامنے واضح ہو جائے گی۔

ان تمام چیزوں کو سامنے رکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے طریق تعلیم تدریس میں ایک بہترین معلم کی تمام خصوصیات تھیں جن کو اپنا کر ہمارے تعلیمی اداروں میں استاد اور شاگرد کا رشتہ بہت مضبوط ہوسکتا ہے اور طلباء بامِ عروج تک پہنچ کر معاشرے کے بہترین فرد ثابت ہو سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

حواشی

۱۔ القرآن، سورۃ یونس: ۱۶
۲۔ القرآن، سورۃ البقرہ: ۱۲۹
۳۔ القرآن، سورۃ الجمعہ:۲
۴۔ القرآن، سورۃ النحل: ۱۲۵
۵۔ الہندی، علی المتقی، کنز العمال (مؤسسہ الرسالہ، بیروت الطبعۃ الخامسۃ ۱۹۸۵ء)۱۱/۴۰۶، حدیث نمبر۳۱۸۹۵
۶۔ سید ابوبکر غزنوی، تعلیم و تزکیہ (مکتبہ غزنویہ، شیش محل روڈ، لاہور) ص۱۷
۷۔ ابن ماجہ، السنن (مکتبہ دار السلام، الریاض۱۹۹۹ء) ص ۳۵، حدیث نمبر ۲۲۹
۸۔ بخاری، الجامع الصحیح (دار السلام، الریاض، الطبعۃ الثانیہ۱۹۹۹ء) ص۱۹، حدیث ۷۹
۹۔ ابن عبدالبر، ابوعمر یوسف، جامع بیان العلم وفضلہ (دارالفکر، بیروت) ۲/ ۸
۱۰۔ بخاری، الجامع الصحیح، ص۱۶، حدیث نمبر۶۶
۱۱۔ خطیب بغدادی، ابوبکر احمد بن علی، الفقیہ والمتفقہ (دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۸۰ء) ۲/ ۱۲۳
۱۲۔ بخاری، التاریخ الکبیر (مکتبہ غراس، بیروت) ۲/ ۱۵۹
۱۳۔ ابو داؤد، السنن (دار السلام،الریاض) ص۱۲۰،حدیث نمبر۷۷۰؛ ترمذی السنن(دار السلام،الریاض) ص۱۰۸-۱۰۹، حدیث نمبر۴۰۴
۱۴۔ جامع بیان العلم وفضلہ ۱/ ۸۲
۱۵۔ خطیب بغدادی،شرف اصحاب الحدیث(ریاست الشؤن الدینیہ ،الجمہوریہ الترکیۃ انقرہ،الطبعۃ الثانیہ ۱۹۹۱ء) ص۲۱
۱۶۔ بخاری، الجامع الصحیح، ص۹۰۲، حدیث نمبر۵۰۳۵-۵۰۳۶
۱۷۔ خطیب بغدادی، الکفایہ (جمعیۃ دائرۃ المعارف العثمانیہ،حیدرآباد) ص۵۵
۱۸۔ احمد، المسند (دار الفکر، بیروت) ۵/ ۴۴۷
۱۹۔ بخاری، الجامع الصحیح (نورمحمد اصح المطابع ،کراچی) ۱/ ۱۴-۱۵
۲۰۔ ایضاً ص ۸۹۵، حدیث نمبر۴۹۹۲؛ ترمذی، السنن، ص ۶۶۱، حدیث نمبر ۲۹۴۳
۲۱۔ مسلم، الجامع الصحیح، ص۳۳۳، حدیث ۶۶۰-۶۶۱

۲۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر (احیاء التراث العربی، بیروت) ۱۷۶/۱۱، حدیث ۱۱۵۵۲؛ ہیثمی، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد (دارالکتاب العربی، بیروت)، ۱۰/۲، حدیث نمبر 1958

۲۳۔ الہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰۷/۵، حدیث نمبر ۸۴۲۶

۲۴۔ احمد، المسند، ۲۹۵/۵؛ النسائی، السنن، ص ۱۲۶، حدیث نمبر۱۱۹۴-۱۱۹۵

۲۵۔ بخاری، الجامع الصحیح، ص۹۳۴، حدیث نمبر ۵۲۲۵

۲۶۔ احمد، المسند، ۶۳/۵؛ ترمذی، السنن، ص۸۴۲، حدیث نمبر ۳۷۰۰-۳۷۰۱

۲۷۔ سلیمان منصور پوری، محمد سلیمان، رحمۃ للعالمین (الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور) ۱۳۱/۱

۲۸۔ البانی، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (المکتب الاسلامی، بیروت) ۶۰۱/۲، حدیث نمبر ۹۹۸

۲۹۔ احمد، المسند، ۱۸۰/۲-۱۸۷؛ ابوداؤد، السنن، ص۸۲، حدیث نمبر ۴۹۴-۴۹۵

۳۰۔ بخاری، الجامع الصحیح، ص۱۰۵۰، حدیث نمبر ۵۹۹۹

۳۱۔ ابوداؤد، السنن، ص ۶۸۵، حدیث نمبر ۴۸۴۲

۳۲۔ احمد، المسند، ۱۸۸/۲؛ النسائی، السنن، ص ۴۲۶، حدیث نمبر ۳۱۰۵

۳۳۔ النسائی، السنن، (دار السلام، الریاض) ص ۴۲۶، حدیث ۳۱۰۶

۳۴۔ بخاری، الجامع الصحیح، ص ۹۴۸، حدیث نمبر ۵۳۰۴

۳۵۔ ایضاً، ص۸۳، حدیث نمبر ۴۸۱، ص۳۹۴، حدیث نمبر ۲۴۴۶